علامہ ابن مہدی کی زندگی کی ایک جھلک

مولانا حسین احمد صدیقی

پس منظر: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں باہمی فرق نہ کرنے کی وجہ سے کچھ عرصے کے لیے "حکمت"، "ممانعت" کی صورت میں آئی اور کتابتِ حدیث پر عارضی پابندی لگی۔

پھر جب وحی متلو اور غیر متلو میں فرق واضح ہو گیا تو نہ صرف یہ کہ پابندی ہٹادی گئی بلکہ اوپر تلے فضائل ومحاسن بیان کر کے شارع علیہ السلام نے کتابتِ حدیث کے عمل کو ایک ممتاز مقام پر لا کھڑا کر دیا۔

خلفائے راشدین کے مبارک دور میں گو بعض صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے پاس مکتوب احادیث کا کچھ ذخیرہ تھا، پر مضبوط حافظوں اور غیر معمولی ذہانت کے مالک اکثر حضرات نے ذہن وحافظہ ہی کے ذریعہ احادیث محفوظ کر لیے تھے۔

پہلی صدی میں کتابتِ حدیث کی رفتار دوسری اور تیسری کی بہ نسبت کافی سست رہی، جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دور آیا تو انھوں نے یہ خطرہ بھانپ لیا کہ چیدہ چیدہ علمائے کرام وفات ہوتے جارہے ہیں اور زیادہ تر احادیث ان کو زبانی یاد ہیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ذخیرہ ان کے ساتھ ختم ہو جائے۔ نیز موضوعی اور صحیح احادیث کے درمیان فرق مشکل ہوتا جارہا تھا۔ وضعی احادیث نشو ونما پا کر مستند احادیث کا لبادہ اوڑھ رہی تھیں کہ آپ نے مختلف علماء، شیوخ، محدثین کو ایک گشتی فرمان جاری کیا کہ:

> "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو حدیثیں تم کو ملیں ان کو تحریری شکل میں لے آؤ، اس لیے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ علماء رخصت ہو جائیں تو علم مٹ جائے گا۔"

صرف فرمان ہی جاری نہیں کیا بلکہ احادیث ڈھونڈ ڈھونڈ کر لانے والے علمائے کرام ومحدثین کے لیے وظائف مقرر کر دیئے تاکہ معیشت کی فکر سے یکسو ہو کر، اطمینان اور دلجمعی سے یہ اہم وفوری ضرورت کا حامل کام پایہ تکمیل تک پہنچ جائے۔

حسب عادت اللہ تبارک وتعالیٰ نے کتابت حدیث وحفاظت حدیث کے لیے امت مسلمہ کے سب سے زیادہ بیدار مغز، زیرک، ذہین وفہیم، جفاکش، اخلاقی وعملی اعتبار سے بہترین افراد منتخب کیے۔ جن میں بعض شیوخ نے

انتہائی عرق ریزی، انتھک محنتوں، دن رات کی کاوشوں سے تصنیف شروع کی، بعض محدثین نے درس حدیث کے حلقے لگا کر نسلِ نو تک پہنچانے کی ذمہ داری نبھائی۔

قدرتی صلاحیتوں سے مالا مال اس قافلۂ حریت میں شامل ممتاز ہستیوں اور جلیل القدر شیوخ نے احادیث کی حفاظت اور اسلامی تعلیمات کی نگہداشت کچھ اس انداز سے کی کہ پوری امت محمدیہ اس کے گن گاتی رہے گی۔

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

دبستانِ حدیث کے چہچہاتے بلبلوں میں سے ایک علامہ عبدالرحمٰن بھی ہیں۔ نام عبدالرحمٰن، کنیت ابوسعید، لقب العنبری ہے۔ سلسلہ نسبت، عبدالرحمٰن بن مہدی بن حسان بن عبدالرحمٰن ہے۔ ۱۳۵ھ کو اپنے کشادہ سینے پر علم کے جھومر رکھنے والے رجال کار و مردم خیز زمین، بصرہ میں پیدا ہوئے (۱)۔ وہیں پلے بڑھے، ابتدائی تعلیم بصرہ ہی میں حاصل کی، ابتداء میں علم کا چسکہ لگا اور پھر مختلف علاقوں شہروں میں پھیلے ہوئے علماء کرام و شیوخ سے آپ فیض یاب ہوتے رہے، اس وجہ سے آپ کے اساتذہ کرام کی بہت بڑی تعداد ہے، ابھی ان کی عمر دس سال سے کچھ اوپر ہی تھی کہ غیر معمولی صلاحیتوں کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے انہیں امتیازی شان عطاء فرمایا (۲)۔

اساتذہ کرام: ایمن بن نابل، عمر بن ابی زائدہ، معاویہ بن صالح الحضرمی، ہشام بن اُبی عبداللہ الدستوائی، اسماعیل بن مسلم العبدی قاضی جزیرۃ قیس ابوخلدہ خالد بن دینار، عمران القطان، عبدالجلیل بن عطیہ البصری، عکرمہ بن عمار، عبدالعزیز بن الماجشون، ابوحرہ بن واصل بن عبدالرحمٰن، ابراہیم بن نافع المکی، اسرائیل بن یونس، ابوالغصن ثابت بن قیس الغفاری المدنی، الجراح بن ملیح الرواسی، داؤد بن قیس الفراء، سفیان بن عیینہ، حوشب بن عقیل، سفیان ثوری، سلیم بن حیان، عبدالرحمٰن بن بدیل بن میسرہ، المشمعل بن ایاس المزنی، موسیٰ بن علی بن رباح اللخمی۔

تقویٰ: اسلامی تعلیمات کا ایک معتدبہ حصہ عبادات، تقویٰ، پرہیزگاری کے گرد گھومتا ہے۔ یہ مسلّم ہے کہ انسان کی تخلیق عبادت کے لیے ہوئی، لیکن خوابیدہ ذہنوں کو جھنجھوڑنے، مذہبی احکام سے بیزار افراد کو متنبہ کرنے اور اخلاق حمیدہ سے آراستہ لوگوں کی دل جوئی کے لیے شارع علیہ السلام نے شرعی اَوامر کی پشت پر جچے تلے وعیدات، ترغیب آمیز تبشیرات اور برمحل ضرب الامثال لاکر بندگی و پرہیزگاری کو اُجاگر کیا اور واضح کیا کہ تقویٰ اختیار کیے بغیر فوز وفلاح اور کامیابی کی نعمت حاصل کرنا ناممکن ہے۔

علمی خوبیوں، فنی رمز شناسیوں سے لیس اور راویوں کے تعاقب میں مہارتِ تامہ رکھنے والے علامہ عبدالرحمٰن رحمہ اللہ کی راتیں آہ و بکا سے زندہ رہتیں، زبان ذکر الٰہی و قرآن کریم کی تلاوت سے تر رہتی، دل کی دنیا اللہ تعالیٰ کی

یاد سے آباد ہوں۔آپ کی کثرتِ تلاوت کے بارے میں اپنے وقت کے جلیل القدر محدث علی بن المدینی رحمہ اللہ کہتے ہیں، ''کان عبدالرحمن بن مهدی یختم فی کل لیلتین کان ورده فی کل لیلة نصف القرآن''(۳)

عبدالرحمٰن بن مہدی رحمہ اللہ تعالیٰ ہر دوراتوں میں پورا قرآن کریم پڑھ کر ختم کرتے اور ہر رات قرآن کریم کا نصف حصہ (۱۵ پارے) تلاوت کرتے تھے۔روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیکھے بغیر مضطرب و پریشان رہتے،جب حج مبارک کی سعادت سے بہرہ مند ہوجاتے تب دل کو قرار آجاتا،آپ کا معمول تھا کہ ہر سال حج کے دنوں میں حرم تشریف لے جاتے اور حج کرکے پھر علمی مجالس میں جلوہ افروز ہوتے۔

حافظ ابونعیمؒ آپ کے بارے میں کہتے ہیں،وہ سنت و آثار کے تابع و فرمانبردار تھے اور خواہشات کو دبائے رکھتے تھے۔

ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''عبدالرحمٰن بن مہدی بلند پایہ حافظوں اور دین کے تقوی داروں میں سے تھے آپ ہمیشہ نام ونمود،شہرت،حب جاہ ومال اور قلبی آلودگیوں سے پاک رہے،وہ کہتے ہیں کہ تو کسی بھی ایسی چیز کو نہیں کھوئے گا جیسے تو نے اللہ کی رضا کے لیے ترک کردیا ہو۔اس بارے میں آپ اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ''میں''اور میرا بھائی کاروبار میں شریک تھے تو ہم نے بڑی دولت حاصل کی۔پس میرے دل میں اس کی وجہ سے کچھ فتور آگیا تو میں نے اللہ کی رضا کے لیے اسے چھوڑتے ہوئے نکل گیا۔ابھی میں دنیاوی مال و دولت سے نکلا ہی تھا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے وہ ساری دولت مجھے لوٹادی''(۴)

شیخ ایوب بن المتوکل کہتے ہیں کہ جب ہم دین و دنیا ایک ساتھ دیکھنے کا ارادہ کرتے تو ہم عبدالرحمٰن بن مہدی کے گھر چلے جاتے تھے۔

علمی شوق: دل ان کا علمی ولولوں سے مخمور تھا،جسم آگہی کی مشقتوں کا عادی تھا،ذہن معلومات سمیٹنے کا حریص تھا،خصوصاً علم حدیث سے تو آپ کی محبت ومودت،الفت ووارفتگی کی حد تک تھی جس کا حصول ایک تمنا ہی نہیں تڑپ بن کر ابھرا تھا،آپ خود فرماتے ہیں:''جس دن کسی کی ملاقات ایسے آدمی سے ہو جو علم میں اس سے بڑھ کر ہو تو یہ غنیمت کا دن ہے''۔

حصول علم کے بارے میں تو آپ اس حد تک گئے ہیں کہ آج ساری دنیا جسے منتہائے نظر اور مقصودِ حیات سمجھتی ہے اور جس کی وجہ سے انسانی اقدار،معاشرتی سکون،ریاستی چین اور روحانی دنیا میں ہل چل اور اخوت و بھائی چارگی کی فضا درہم برہم ہوئی ہے،اُس سے کہیں بڑھ کر فرماتے ہیں:''الرجل أحوج إلى العلم من الاكل

والشرب ''انسان کھانے پینے سے زیادہ علم کا محتاج ہے۔علم حدیث سے آپ کی وابستگی، تعلق اور شوق کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ سے کسی نے سوال کیا۔''أیما احب الیك یغفر اللّٰہ لك ذنبا أوتحفظ حدیثا ؟'' تجھے اس میں سے کیا پسند ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تیرے گناہ بخش دے یا یہ کہ حفظ حدیث کی نعمت سے نوازے؟۔فرمایا''گناہوں کی بخشش سے زیادہ حفظ حدیث پسند کرتا ہوں''۔

درس میں وقار: علامہ عبدالرحمٰنؒ کی زندگی ''وسعت افلاک میں تکبیر مسلسل'' کی بجائے ''منبر ومحراب میں تسبیح و مناجات'' میں گذری، علم حدیث سے فراغت کے بعد بصرہ ہی میں درس دینا شروع کیا اور پھر عمر کے آخری حصہ میں ''اصفہان'' جا کر تدریس کی۔ جب آپ کے درس کا حلقہ لگتا تو علمی دنیا جھوم جاتی، طالبان علم حدیث کی ایک بڑی تعداد اس میں شامل ہوجاتی، باری تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی ذہانت اور انتہائی حساس حافظہ عطا فرمایا تھا، محمد بن یحییٰ الذھلی کہتے ہیں کہ: ''میں نے کبھی بھی عبدالرحمٰن بن مہدی کے ہاتھ میں درس دیتے ہوئے کتاب نہیں دیکھی اور جو کچھ میں نے اس سے سنا وہ زبانی ہی سنا ہے۔''

راویوں کی حالت، ضعیف وثقہ میں تمیز کرنے پر انہیں زبردست عبور حاصل تھا، نعیم بن حماد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کیسے ''کذاب'' پہچانتے ہیں تو فرمایا: ''جیسے طبیب مجنون کو دیکھ کر پہچان لیتا ہے۔''

آپ کے درس میں حد درجہ متانت وسنجیدگی ہوتی، علامہ احمد بن سنان آپ کے درس کا نقشہ کھینچتے ہوئے کہتے ہیں: ''کان لایتحدث فی مجلس عبدالرحمن، ولا یبری قلم، ولا یتبسم أحد، ولا یقوم أحد قائما کأن علی رؤوسهم الطیرأ وکأنهم فی صلاۃ فإذا رأی أحدًا منهم تبسم أو تحدث، لبس نعله وخرج ''(۵)۔

عبدالرحمٰن کی مجلس میں گفتگو نہیں کی جاتی، نہ ہی کوئی قلم تراشا جاتا نہ کوئی ہنستا اور نہ کوئی اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا گویا ان کے سروں پر پرندہ بیٹھا ہو یا وہ نماز کی حالت میں ہوں جب آپ ان میں کسی کو ہنستے ہوئے دیکھتے یا گفتگو کرتے ہوئے دیکھتے تو (برافروختہ ہوکر) جوتے پہن کر نکل جاتے۔

واقعہ: تدریسی وقار کے بارے میں علامہ عبدالرحمٰن بن عمر ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: ''عبدالرحمٰن بن مہدی درس دے رہے تھے کہ اس دوران آپ کی مجلس میں بیٹھا ہوا ایک آدمی ہنسا، ہنسنے کی آواز آپ نے سنی، فرمایا، کون ہے جو ہنس رہا ہے؟'' جب کئی مرتبہ آپ نے یہ جملہ دہرایا تو شرکائے مجلس نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا'' فرمایا، تو علم حاصل کر رہا ہے اور (درس میں) ہنستا بھی ہے، دو مرتبہ یہ بات دہرائی، اور پھر فرمایا: ''میں دو ماہ تمہیں نہیں

پڑھاؤں گا''(٦)

مشاہیر اُمّت اور ابن مہدی: شہرہ آفاق محدث امام علی بن المدینی کہتے ہیں: ''خدا کی قسم اگر مجھے پکڑا جائے اور مجھے رکن یمانی و مقام ابراہیم علیہ السلام میں قسم دی جائے تو میں قسم کھاؤں گا کہ میں نے ہرگز عبدالرحمٰن جیسا نہیں دیکھا۔(٧)

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: عبدالرحمٰن بن مہدی جس سے روایت کریں، وہ حجت ہے اور عبدالرحمٰن گویا حدیث ہی کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں: میں نے دنیا میں ان کی نظیر نہیں دیکھی۔

علامہ ابوالربیع الزہرانی کے فرماتے ہیں کہ وہ یکتائے روزگار تھے۔

علامہ العجلی کہتے ہیں: عبدالرحمٰن بن مہدی ایک صاحب بصیرت فقیہ و مفتی تھے۔

علامہ ابوحاتم بیان کرتے ہیں کہ: وہ ثقہ، امام اور علم میں یحییٰ بن سعید سے بڑھ کر ہیں۔

علامہ القواریری کہتے ہیں: مجھے عبدالرحمٰن بن مہدی نے بیس ہزار احادیث کا املاء زبانی کرایا۔

محمد بن ابی بکر المقدمی انہیں نابغہ روزگار تصور کرتے تھے۔

وفات: ان کی تصنیفات کے بارے میں دستیاب مآخذ میں کوئی صراحت نہیں اس لیے ان کی تصنیفات کا تذکرہ نہ کیا جاسکا۔ علم کے یہ بحر عمیق عمر کی ٦٣ بہاریں دیکھنے کے بعد جمادی الثانی ١٩٨ھ میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔(٨) انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

مراجع

(١) طبقات ابن سعد: ٢١٨/٧

(٢) سیر اعلام النبلاء: ١٢٠/٨

(٣) صفة الصفوة: ٥/٤، خلاصة تذهيب تهذيب الكمال: ص ٢٣٥

(٤) ايضاً: ٦/٤

(٥) سیر اعلام النبلاء: ١٢٧/٨

(٦) حلية الاولياء: ٦/٩

(٧) تذکرہ الحفاظ: ٢٤٢/١/ تهذيب الكمال: ٣٩١/١١

(٨) تهذيب الكمال: ٣٩٣/١١۔